Digitized by Khilafat Library Rabwah

256

احراریوں کی نام نہاد تبلیغی کانفرنس

نامہ نگار خصوصی پیغام صلح لاہور کے چشم دید حالات

اخبار پیغام صلح نے لاہور سے اس کھیل کو دیکھنے کے لئے جو احرار موضع رجادہ میں کانفرنس کے نام سے کھیلنے والے تھے اپنا خاص نمایندہ بھیجا۔ ہم تو چونکہ اس نام نہاد کانفرنس میں خود نہیں جا سکتے تھے اور نہ اپنا نمایندہ بھیج سکتے تھے۔ اسلئے پیغام صلح کے نامہ نگار کا بیان الحکم میں شائع کر دیتے ہیں۔ تاکہ اصل حالات سے پردہ اُٹھ سکے۔ پیغام صلح اور اس کے نامہ نگار کو ہماری جماعت سے کوئی دور کا بھی تعلق نہیں۔ اسلئے یہ بالکل غیر جانبدارانہ بیان سمجھا جائے گا۔ (ایڈیٹر)

ملک کے ان شر پسند اور اخلاق نا آشنا لوگوں نے جو اپنے آپ کو احرار کے نام سے موسوم کرتے ہیں ۲۱، ۲۲ اور ۲۳ اکتوبر کو قادیان کے قریب ایک نام نہاد تبلیغی کانفرنس منعقد کر کے اپنی خصوصیات کا اسطرح مظاہرہ کیا کہ شرافت و انسانیت نے اپنا سر پیٹ لیا۔ ان لوگوں نے اسکا نام "تبلیغ کانفرنس" رکھا لیکن یقین جانئے کہ اس اجتماع کے ذریعے اسلام صداقت اور اعلیٰ اخلاق کی ذرہ بھر بھی تبلیغ نہیں ہوئی۔ اس سے اسلام اور مسلمانوں کو رتی بھر بھی فائدہ نہ پہونچا۔ بلکہ اس کی بجائے بدزبانی پست اخلاقی کو فروغ ہوا ہے اور اس سے مخالفین اسلام کو اسلام اور مسلمانوں پر ہنسنے اور پھبتیاں اُڑانے کا موقع ملا ہے۔

عزم قادیان

منشی ظفر علی کا اخبار زمیندار اور احراریوں کے دوسرے ہمنوا اخبارات اس کانفرنس کے متعلق بہت شور مچا رہے تھے۔ بڑے بڑے دعوے کئے جا رہے تھے کہ ایک لاکھ آدمی جمع ہونگے یہ ہوگا اور وہ ہوگا۔ اس کا تو ہمیں پہلے سے یقین تھا کہ احراری محض دوکانداری کے فروغ کے لئے یہ سب کچھ کہہ رہے ہیں لیکن یہ دیکھنے کے لئے کہ کسقدر جھوٹ بول رہے ہیں ضروری معلوم ہوا کہ پیغام صلح کا کوئی نامہ نگار خود کانفرنس میں پہنچے۔ ۲۱ر اکتوبر کی شام کو یہ طے ہوا۔ اور خاکسار اسی روز ساڑھے دس بجے شب کی گاڑی سے قادیان روانہ ہوگیا۔ قریباً بارہ بجے گاڑی امرتسر پہنچی اور کافی دیر وہاں ٹھیری اپنے درجے کی کھڑکی بند کئے لیٹا ہوا تھا۔ قریب ہی دہلی کے چند بابو کھڑے باتیں کر رہے تھے ایک نے پوچھا کہ قادیان کے مسافروں کا کیا حال ہے؟ دوسرے نے کہا کہ جو جانے تھے سپیشل ٹرین سے جا چکے۔ اب تو بالکل معمولی تعداد میں جا رہے ہیں۔ احراریوں نے خواہ مخواہ شور مچا کر ریلوے کو مصیبت ڈالدی

بٹالہ میں احراریوں کا "حسن انتظام"

غالباً ڈیڑھ بجے کا عمل ہوگا کہ ٹرین بٹالہ پہونچی یہاں گاڑی تبدیل کی جاتی ہے لیکن گیارہ بجے دن سے قبل قادیان کو کوئی گاڑی نہ جاتی تھی۔ اسلئے میں نے بٹالہ تک کا ٹکٹ لیا تھا۔ یہاں سے موٹر اور تانگہ کے ذریعہ قادیان پہونچنے کا ارادہ تھا۔ میں سواری کی تلاش میں اسٹیشن سے باہر نکلا تو دیکھا کہ دو آدمی پریشان کھڑے ہیں۔ پاس گیا تو معلوم ہوا کہ ان میں سے ایک افغان نے معزز سوداگر جرم ہیں۔ دوسرا ان کا ساتھی۔ سوداگر صاحب نے فرمایا کہ دیکھیں ان کانفرنس والوں کی حماقت۔ اخبارات میں فضول شور مچاتے رہے۔ لیکن یہ اعلان نہ کر سکے کہ گیارہ بجے دن سے قبل بٹالہ سے قادیان کو کوئی گاڑی نہیں جاتی۔ ہم سے بھی غلطی ہوئی کہ ٹائم ٹیبل نہ دیکھا۔ اور نیند خراب کر کے مارا مار کرکے یہاں پہونچے۔ پھر انتظام کی یہ کیفیت کہ یہاں کوئی رضاکار بھی موجود نہیں کہ مسافروں کی امداد کر سکے۔ میں تو ایک مولوی کے کہنے پر چلا آیا۔ اگر مجھے یہ حالت معلوم ہوتی۔ تو ہرگز نہ آتا۔ اس کے بعد انھوں نے کانفرنس والوں کے متعلق چند سخت کلمات فرمائے ان کے ساتھی نے ان کی ہمنوائی کی۔ فی الحقیقت اسٹیشن پر احراریوں کا کوئی آدمی موجود نہ تھا۔ یہ تو رات کا وقت تھا۔ لیکن معلوم معلوم ہوا کہ دن کے وقت بھی مسافروں کی امداد کا مطلق بندوبست نہ تھا۔ یہ ان کے "حسن انتظام" کی ایک معمولی مثال ہے۔

بٹالہ سے قادیان کو

میں نے سوداگر صاحب اور ان کے ساتھی کو تسلی دی اور قرار پایا کہ قادیان کے لئے ساجھے میں یکہ لے لیا جائے۔ چنانچہ ہم نے بیس منٹ کے اندر اس کا انتظام کر لیا۔ کچھ دیر ہم نے اسٹیشن پر آرام کیا۔ نماز فجر کے بعد قادیان روانہ ہوئے اور ساڑھے سات بجے کے قریب وہاں پہنچ گئے۔

جلسہ گاہ کی کیفیت

احراریوں نے اپنی جلسہ گاہ قادیان کی حدود سے باہر موضع رجادہ میں آریہ سکول کے پاس تیار کی تھی۔ کیونکہ ان لوگوں کی خلاف اسلام حرکتوں کے لئے آریہ سماج کی سرپرستی ضروری تھی۔ آریوں کے اسکول کی عمارت کا بیشتر حصہ ان لوگوں کو دیدیا تھا۔ اس میں بڑے بڑے ملانے ٹھیرے ہوئے تھے۔ اجلاس کے لئے ایک لمبا میانہ نصب تھا اور دکانوں اور رضاکاروں کے لئے کچھ چھولداریاں تھیں۔ بس یہ کل کائنات تھی "مجاہد نگر" کی۔ دور سے چھولداریاں بالکل بازیگروں کا ڈیرہ معلوم ہوتی تھیں۔ منشی ظفر علی کے اخبار کی دوکان بھی موجود تھی جہاں "ضمانت فنڈ" کے گھٹے رکھے ہوئے تھے لیکن کوئی پوچھتا تک نہیں تھا اس کے قریب ہی "زمیندار" کے چھوٹے بھائی احسان کی دوکان تھی یہ دونوں اپنی ضمانتوں کا واسطہ دے کر بھیک مانگ رہے تھے احراری اخباروں نے "مجاہد نگر" کے حالات بالکل الف لیلیٰ کے انداز میں لکھے ہیں۔ جو بالکل جھوٹ ہیں۔ ایک معمولی ہوٹل کو چھوڑ جس کا وجود احراری لیڈروں کی کثرت چائے نوشی اور چٹورپن کا شرمندہ احسان تھا۔ باقی دوکانیں نہایت معمولی اور میلی تھیں تعداد بھی ان کی کچھ زیادہ نہیں۔ ایک چھوٹے سے دیہاتی میلہ میں اس سے زیادہ دکانیں دکھائی دیجاتی ہیں

احراریوں کی شرمناک بدزبانی

میں جلسہ گاہ کے احاطے کے اندر داخل ہوا تو دیکھا کہ تین چار جگہ رضاکار کھڑے نہایت گندے اخلاق سوز اشعار احمدیت کی مخالفت میں پڑھ رہے ہیں ملانے ان کی بدزبانی پر پھولے نہیں سماتے۔ چند آریہ اور سکھ بھی ان کی ان حرکتوں کو دیکھ دیکھ کر خوش ہو رہے تھے میں نے اپنے مختصر قیام میں ایسے مناظر متعدد مرتبہ دیکھے۔ اس کے علاوہ جلسہ گاہ میں قدم قدم پر احمدیت کیخلاف نہایت گندہ بازاری لٹریچر فروخت ہو رہا تھا۔

مہتمم مجلس استقبالیہ سے ملاقات

میں نے جاتے ہی پریس ٹکٹ لینے کے لئے کوشش کی۔ بڑی تلاش کے بعد مہتمم مجلس استقبالیہ سے ملاقات ہوئی۔ ان کو چند ملانوں نے گھیر رکھا تھا۔ اور ایک ملا صاحب کے ہاتھ میں دو مانڈے تھے وہ چائے کا مطالبہ فرما رہے تھے تین ملانے کھڑے کھانے کی پرچیاں مانگ رہے تھے۔ مہتمم صاحب بگڑ بگڑ کر کہہ رہے تھے کہ ہم اتنے آدمیوں کو کہاں سے کھانا کھلائیں۔ جاؤ دکانوں سے کھاؤ۔ جب بل آئینگے تو کون ادا کرے گا؟ یہ بات عرض کر دینا ضروری ہے کہ محدود تعداد ملانوں اور رضاکاروں کے سوا مجلس استقبالیہ نے کسی آدمی کے کھانے یا چائے کا انتظام نہ کیا تھا۔ رہائش کی بھی کم و بیش یہی کیفیت تھی۔ خیر میں نے ٹکٹ کے لئے عرض کیا۔ پہلے کہا ختم ہو گئے ہیں پھر کہا کہ دس بجے آکر لے جائیں۔ میں نے عرض کیا کہ شاید آپ اسوقت یہاں نہ ہوں اسپر انھوں نے یقین دلایا کہ نہیں فوراً مل جائینگے۔

پولیس کا غیر معمولی انتظام

چونکہ اسوقت مجلس انتخاب مضامین کا اجلاس ہو رہا تھا۔ کھلا جلسہ دس بجے کے بعد شروع ہوتا تھا اسلئے میں نے اس فرصت کو غنیمت جانا اور قادیان چلا گیا۔ جلسہ گاہ کے قریب بھی معمولی تعداد میں پولیس موجود تھی۔ لیکن قصبہ کے اندر جا کر دیکھا تو ہر طرف پولیس ہی پولیس دکھائی دیتی تھی۔ معلوم ہوا کہ چھ سات سو سوار پولیس کے موجود ہیں جنھوں نے بستی سے باہر اپنا کیمپ لگایا تھا ایک ڈپٹی کمشنر و دیگر حکام کا کیمپ قادیان سے تین چار میل کے فاصلے پر موضع سرچودال میں تھا۔ ایک ذمہ دار شخص سے یہ بھی معلوم ہوا کہ وہاں کچھ گورہ فوج اور چند مشین گنیں بھی موجود ہیں۔ میں قلت وقت کی وجہ سے وہاں نہ جا سکا۔ احراریوں کے اجتماع کی وجہ سے دفعہ ۱۴۴ نافذ تھی۔ جو لوگ اس جلسہ میں شمولیت کے لئے گاڑی سے اترتے ان سے لاٹھی اور چھڑی وغیرہ چھین لی جاتی اور انھیں بالعموم پولیس کی نگرانی میں جلسہ گاہ میں پہنچایا جاتا۔ احراریوں کا کوئی جلوس قادیان کے قریب نہیں آنے دیا گیا۔ متفرق طور پر لوگ ضرور جاتے رہے۔ حالانکہ احراری لیڈروں نے کئی مرتبہ سختی سے اس کی ممانعت کی۔ قادیانیوں کو خلیفہ صاحب اور حکام کی طرف سے جلسہ گاہ میں جانے کی سخت ممانعت تھی۔

قادیان کی کیفیت

قادیان کے بازاروں میں پولیس اور لوگوں کی وجہ سے خاصی رونق تھی پولیس کے سخت انتظام کے باوجود احراریوں کے بعض ہم خیال شرارت اور بدزبانی سے باز نہیں آتے تھے۔ دوکانداروں کو دق کر رہے تھے۔ حضرت مسیح موعود کی شان میں چھپے چھپے گستاخیاں کر رہے تھے۔ قادیان کی بعض مساجد میں جناب خلیفہ صاحب کی طرف سے یہ نوٹس لکھا دیکھا کہ اگر کوئی قادیانی جلسہ گاہ میں گیا تو اسے جماعت سے خارج کر دیا جائے گا۔ قادیانیوں نے بیسیوں کیمروں کا انتظام کر رکھا تھا۔ تاکہ اگر کوئی ناخوشگوار واقعہ پیش آئے تو فوراً اس کا فوٹو لے لیا جائے۔

شرکائے کانفرنس کی تعداد

سفر قادیان اور وہاں کے بہت ہی مختصر قیام کی سرگذشت خلاف توقع طویل ہوتی جا رہی ہے۔ اسلئے بہتر معلوم ہوتا ہے کہ پہلے شرکائے کانفرنس کی صحیح تعداد لکھدی جائے کیونکہ اس کے متعلق احراری اخبارات نہایت ڈھٹائی سے سفید جھوٹ بول رہے ہیں۔ میں نے کانفرنس کے تین اجلاس اپنی آنکھوں سے دیکھے چند مختلف آدمیوں سے ۲۱ر اکتوبر کی کیفیت بھی پوچھی اور نہایت احتیاط سے اندازہ لگایا اسلئے نہایت وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ حاضرین کی تعداد سات آٹھ ہزار سے کبھی ہوتی میں بھی

زیادہ نہیں تھی۔ احراری علمائے اور رضاکار۔ قریبی علاقہ کے مسلمان اور سکھ زمیندار جو کثیر تعداد میں کانفرنس کو ایک میلہ سمجھ کر آ گئے تھے۔ سب اس میں شامل ہیں اگر بٹالہ اور قریبی دیہات کے لوگوں اور رضاکاروں اور ملانوں کو علیحدہ کر دیا جائے۔ تو یہ شرکا کی تعداد غالباً ایک ہزار تک بھی نہیں ہو سکتی۔ زمیندار نے صرف رضاکاروں کی تعداد ڈھائی ہزار لکھی ہے حالانکہ دو تین سو سے زیادہ رضاکار وہاں موجود نہ تھے اس سے ان لوگوں کی ایمانداری کا بخوبی اندازہ ہو سکتا ہے

(پیغام صلح)

اس بیان سے اس کانفرنس کی حقیقت بالکل واضح ہو جاتی ہے۔ اور اس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ یہ لوگ اسقدر احرار ہو گئے ہیں کہ سچ اور جھوٹ کی تمیز سے بھی آزاد ہو گئے ہیں

احرار کانفرنس کی غرض

احرار نے بڑا زور مارا کہ وہ قادیان میں اپنی کانفرنس کر سکیں۔ مگر ان کو کامیابی نہ ہو سکی اسلئے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے قادیان میں کوئی جگہ ایسی نہیں جس پر یہ لوگ اپنا جلسہ کر سکتے اسلئے ان کو آریہ سماج کی پناہ میں جانا پڑا۔ اور وہ بھی قادیان سے باہر ایک دوسرے گاؤں میں۔

قادیان میں غیر احمدیوں کی تعداد بہت تھوڑی ہے ان میں چند آدمی اپنی ذاتی اغراض کی وجہ سے احراریوں کے ساتھ ملے ہوئے ہیں۔ ورنہ یہاں ایسے شرفا کی جماعت موجود ہے۔ جو ان لوگوں کو سخت نفرت کی نگاہ سے دیکھتی ہے

احرار کی غرض اس جگہ آنے کی سوائے شرارت اور اشتعال کے کچھ نہ تھی جیسا کہ ہم آگے چل کر بتائیں گے کہ وہ محض فساد کی غرض سے آئے تھے۔ مگر خدا تعالیٰ نے ایسے سامان پیدا کر دیئے کہ وہ خائب و خاسر واپس گئے۔ تاہم وہ اس جنگل میں بیٹھ کر اپنے گلے پھاڑ پھاڑ کر ہماری جماعت کو کوستے اور گالیاں دیتے رہے اور نہایت گندی اور دل آزار نظمیں پڑھتے رہے

مجسٹریٹ صاحبان کی عدم توجگی

مگر افسوس ہے کہ مجسٹریٹ صاحبان نے ان کے منہ میں لگام دینے کی کوشش نہ کی

مجسٹریٹ صاحب علاقہ تو ہر وقت موجود رہے اور مسٹر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ڈپٹی کمشنر ضلع گورداسپور بھی متعدد مرتبہ آتے رہے۔ اور ان کے نوٹس میں یہ بات آتی رہی کہ یہ لوگ دل آزاری اور توہین کر رہے ہیں۔ اور ایک مذہبی جماعت کے مقدس راہنماؤں کی شان میں گندے سے گندے الفاظ استعمال کر رہے ہیں۔ مگر انھوں نے ان کو روکنا ایک دفعہ بھی پسند نہ کیا۔

گذشتہ پرچہ میں افسران ضلع کے متعلق جو کچھ لکھا تھا اس سے میری مراد ان ... انتظامات کے متعلق تھی جو صاحب سپرنٹنڈنٹ کی نگرانی میں پولیس کر رہی تھی۔ ورنہ ہم کو اس امر کا سخت افسوس رہا ہے کہ کسی مجسٹریٹ نے اپنے فرض منصبی کی طرف پوری توجہ نہیں دی۔ حتی کہ صاحب ڈپٹی کمشنر صاحب نے بھی احراریوں کے منہ کو لگام دینے کی کوشش نہیں کی ورنہ کوئی وجہ نہ تھی کہ وہ رات کے دو دو بجے تک حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کی شان میں ایسے ناواجب الفاظ استعمال کرتے رہتے۔ جن کا استعمال کرنا دونوں قوموں کے درمیان خونریز جنگ کا باعث ہو سکتا تھا اور جس سے ملک کے امن کو سخت نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو سکتا تھا۔ (باقی آئندہ)

درود شریف

جناب مولانا مولوی محمد اسمٰعیل صاحب مولوی و منشی فاضل پروفیسر جامعہ احمدیہ نے ایک کتاب درود شریف کے متعلق گذشتہ سالانہ جلسہ پر شائع کی تھی۔ اب پھر اس کا دوسرا ایڈیشن بہت اضافہ کے ساتھ شائع کیا ہے۔ اس موضوع پر یہ سلسلہ میں پہلی کتاب ہے اور جس لطیف پیرایہ میں اس کتاب کو لکھا گیا ہے۔ وہ ایسا دلچسپ ہے کہ اگر ایک دفعہ شروع کریں پھر چھوڑنے کو دل نہیں چاہتا۔ مضمون اسقدر کھلے۔ صاف اور آسان الفاظ میں ہے کہ مبتدی سے مبتدی بھی آسانی سے پڑھ کر ان باتوں کو دل نشین کر سکتا ہے یہ کتاب صرف مولانا کی تحریر کا نتیجہ نہیں ہے۔ بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت خلیفہ اول رض اور حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے کلمات طیبات نے اس کتاب کو چار چاند لگا دیئے ہیں اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ کتاب بہت محنت سے لکھی گئی ہے۔ اور حضرت مولوی صاحب اس تصنیف پر مستحق مبارکباد ہیں۔

کتاب ۳۳۶ صفحات کا مجموعہ ہے۔ لکھائی چھپائی کاغذ بہت عمدہ باوجود ان خوبیوں کے قیمت صرف آٹھ آنے ہے۔ میرے نزدیک یہ کتاب کثرت سے تقسیم کی جائے تاکہ لوگوں کو اس محسن حقیقی پر درود بھیجنے کے فوائد معلوم ہوں اور وہ درود بھیجکر ہر قسم کے روحانی فوائد سے متمتع ہوں۔ اسلئے بطور ہدیہ کے اپنے دوستوں میں تقسیم کریں کیونکہ یہ بہترین ہدیہ ہے۔

ذیل میں اس کتاب کی مختصر سی فہرست شائع کر دی جاتی ہے تاکہ احباب کو اس کتاب کی اہمیت کا علم ہو سکے

مختصر فہرست

حمد الٰہی ومناجات

از حضرت مسیح موعود علیہ السلام بزبان عربی۔ فارسی اردو۔

مدح نبوی

مدح نبوی بھی صلوٰۃ علی النبی میں داخل ہے

مدح نبوی از قرآن کریم

مدح نبوی از حضرت مسیح موعود بزبان عربی فارسی اردو۔

درود شریف

حکم قرآن شریف دربارہ درود شریف

دینی کشوف رویائے حضرت مسیح موعود

تعلیمات وارشادات حضرت مسیح موعود

ہدایات

شرائط بیعت میں درود کے التزام کی تاکید

عملی طریق کی تعلیم میں درود کی تاکید

درود پڑھنے کا صحیح طریق

درود شریف ذاتی محبت سے پڑھنا چاہیے

درود شریف جوش سے پڑھنا چاہیے

درود شریف کی حکمت

درود لذت اور انشراح سے پڑھنا چاہیے۔

نماز میں درود وغیرہ دلی جوش سے پڑھنا چاہیے۔

نماز میں درود اپنی زبان میں پڑھنا چاہیے

تہجد سے معذوری کی صورت درود وغیرہ اذکار کی ہدایت

دعا استخارہ میں درود شریف کی ہدایت

کسی کرشمہ قدرت کے دیکھنے کے وقت درود کی ہدایت

مجالس تذکرہ میں درود شریف دلائل الخیرات وغیرہ کے ورد کا کیا حکم ہے۔

برکات

درود دارین کی محمودیت کا ذریعہ ہے

〃 〃 نزول انوار غیبیہ 〃 〃

〃 زیارت نبوی 〃 〃

〃 اندفاع قبض روحانی 〃 〃

〃 رضا الٰہی در زیارت نبوی 〃 〃

〃 حصول استقامت وقبولیت دعا۔

〃 حصول شرف غلامی آنحضرت

〃 دفع غموم افکار وحل مشکلات

فضائل

درود استغفار اور نماز بہترین وظیفے ہیں

درود میں آنحضرت کے احسانات کی شکر گزاری

نمازوں میں حضرت مسیح موعود کی اصل دعا درود شریف

درود میں تمام دعائیں آ جاتی ہیں

درود ہی کا ہدیہ آنحضرت کو پہنچتا ہے

〃 کمی صدقہ کی تلافی ہے

ملائکہ حضرت کو درود پہنچاتے ہیں

حقیقی برکات صرف درود خواں پر نازل ہوتے ہیں

درود شریف اور احادیث نبویہ

آنحضرت کے درود خواں پر اللہ تعالیٰ درود بھیجتا ہے۔

درود عفو ذنوب وتحصیل حسنات ورفع درجات کا ذریعہ ہے

درود جنت کی راہ ہے

〃 نجات اخروی کا ذریعہ ہے

〃 قیامت کے روز آنحضرت کے قرب تعلق کا خاص ذریعہ ہو گا

درود شفاعت نبوی کا ذریعہ ہے

〃 تمام دعاؤں سے افضل اور جامع دعا ہے۔

درود قبولیت دعا کا ذریعہ ہے

〃 قضائے حاجات کا 〃 〃

〃 کثرت لشکر 〃 〃

〃 دافع پریشانی ہو سکتا 〃 〃

〃 بھولی ہوئی بات کے یاد آ سکنے کا 〃

〃 کمی صدقہ کی تلافی کا 〃

〃 ہر ایک درود خواں کی طرف سے آنحضرت کو درود پہنچتا ہے

دیگر ہدایات

درود پوری توجہ اور کوشش سے پڑھنا چاہیے۔

درود سچی محبت اور خلوص کے ساتھ پڑھنا چاہیے۔

درود شریف کثرت سے پڑھنا چاہیے۔ وغیرہ

ارشادات

حضرت خلیفۃ المسیح اول رض

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی

درود پر خطبہ حضرت مولانا عبد الکریم رضی اللہ عنہ

بعض مزید ہدایات از حضرت مسیح موعود علیہ السلام وغیرہ۔

قیمت مجلد ۱۲ / ‏ 　　قیمت غیر مجلد ۸ /

علاوہ محصول ڈاک

تمام درخواستیں۔ مولوی محمد اسمٰعیل صاحب مولوی فاضل ومنشی فاضل پروفیسر جامعہ احمدیہ قادیان کے نام آنی چاہئیں۔

ولادت

یہ خبر نہایت خوشی سے پڑھی جائے گی کہ اللہ تعالیٰ نے چودھری اللہ بخش صاحب مالک اللہ بخش سٹیم پریس کے دوسرے بیٹے چودھری عبد المنان صاحب کے گھر میں لڑکا دیا ہے۔

چودھری صاحب کو ہم اس پوتے کی پیدائش پر مبارکباد عرض کرتے ہیں۔ اور دعا کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ عمر دراز کرے اور خادم دین بنائے آمین (الحکم)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ

حضرت مولوی جنڈوڈا صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(از قلم جناب علی محمد صاحب احمدی سکرٹری انجمن احمدیہ بستی بزدار)

بستی بزدار کی ایک قابل احترام ہستی جو اس دنیا فانی سے کوچ کر کے اپنے پیارے مولیٰ کے حضور پہنچ چکی ہے۔ یعنی مولوی جان محمد المعروف مولوی جنڈوڈا صاحب مرحوم و مغفور جو کہ دسمبر ۱۹۳۳ء میں فوت ہوئے۔ اور اب تک ان کے حالات پردہ اخفا میں رہے۔ خیال آیا کہ ایک خدا کے پیارے کے حالات جتنے مل سکتے ہیں محفوظ ہو جائیں۔ سو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتے ہوئے لکھتا ہوں۔ وباللہ التوفیق

مولوی صاحب مرحوم کے والدین بچپن ہی میں فوت ہو گئے تھے۔ ان کی زندگی میں اپنی ہی بستی میں قرآن مجید میاں حسن صاحب مرحوم سے پڑھا۔ جب آپ کی عمر بارہ چودہ برس کی ہوئی تو آپ گھر سے نکل کھڑے ہوتے۔ اس زمانہ میں موضع مانک پور جو کہ ضلع مظفر گڑھ میں واقع ہے کے پیر جو کہ اکثر بستی بزدار میں آیا کرتے تھے۔ پھرتے پھراتے مولوی صاحب وہاں چلے گئے وہاں بھی ایک مولوی صاحب سے کچھ پڑھتے رہے۔ اور درس و تدریس بھی جاری رکھا۔ اور بچوں کو قرآن مجید پڑھاتے رہے مولوی صاحب مرحوم آزاد خیال آدمی تھے۔ اور موحدانہ خیالات رکھتے تھے۔ جب کبھی دل نہ لگا تو وطن کی طرف مراجعت فرمائی۔ اب آپ کی عمر پچیس تیس برس کی ہو چکی تھی۔ آپ نے یہاں آ کر ایک بیوہ عورت سے شادی کر لی اور پچیس برس تک اس کے عمر بسر کی۔ جب آپ کی شادی اس بیوہ عفیفہ سے ہو چکی تو آپ نے بستی بزدار میں رہائش اختیار کی۔ چونکہ عالم تھے۔ اس لئے تمام لوگوں کے کہنے سے یہاں ہی درس تدریس کا سلسلہ جاری کیا اور اہل دیہہ کے تمام لڑکے لڑکیاں مولوی صاحب مرحوم سے استفادہ حاصل کرنے لگے۔ چھوٹے بچوں کے علاوہ بڑی عمر کے لوگ بھی آپ سے فارسی کتابیں پڑھنے لگے۔ گویا مولوی صاحب بستی بزدار میں ایک ممتاز ہستی تسلیم کئے گئے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ کو کچھ اور منظور تھا۔ اور مولوی صاحب مرحوم سے ایک بہت بڑی قربانی چاہتا تھا۔ اور لوگوں کی نظر میں ایک گہری عزت دینا چاہتا تھا اور اس کے بدلے مسیح وقت کی غلامی چاہتا تھا۔ اس لئے آپ لوگوں کی نظر میں ایک بزرگ تسلیم کر دیا۔ مولوی صاحب مرحوم نے ہی بستی بزدار میں جمعہ کی نماز کی بنیاد ڈالی۔ اس سے پہلے لوگوں کا خیال تھا کہ یہاں جمعہ کی نماز نہیں ہو سکتی۔ مگر آپ نے آتے ہی جمعہ کی نماز شروع کرائی۔ اور تمام لوگ اقتدا میں نماز پڑھنے لگے۔ اب تمام علاقہ میں غیر احمدی بھی جمعہ کی نماز پڑھتے ہیں۔

پہلے بیان ہو چکا ہے کہ آپ نے ایک بیوہ عورت سے شادی کی اور بیس برس اسی طرح گذر گئے۔ لیکن آپ کے ہاں کوئی اولاد نہ ہوئی۔ آپ نے اس بارے میں بہت سی دعائیں کیں اور بزرگوں کی خانقاہوں جا جا کر بھی دعائیں کرتے رہے اور

کشف

بعض بزرگوں سے کشفی طور پر ملے۔ اور انھوں نے کشف میں فرمایا کہ اس عورت سے اولاد نہ ہو گی۔ آخر ایک دفعہ ارادہ کیا کہ سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ پہ جا کر دعا کروں شاید کامیابی کی کوئی صورت پیدا ہو جائے آخر ایک دن پوری تیاری کی کہ کل صبح روانہ ہوں گے۔ رات کو رؤیا میں دیکھا سلطان باہو رحمۃ اللہ تشریف لائے اور فرمایا کہ میرے پاس آنے کی ضرورت نہیں۔ اس بیوی کے اولاد نہ ہو گی۔ آخر مولوی صاحب مرحوم کو نکاح ثانی کا خیال پیدا ہوا۔ اور اس بارے میں دعائیں شروع کیں

رؤیا

کچھ عرصہ بعد ایک رؤیا میں چاروں خلفاء رضوان اللہ علیہم کو خواب میں دیکھا۔ ان کی طرف سے ایک چھوٹا سا دوپٹہ جو بہت خوبصورت تھا عطا کیا گیا اور آپ بہت خوش ہوئے۔ آخر اسی رؤیا کی بنا پر آپ نے نکاح ثانی کی کوشش شروع کی۔ اور اپنے ایک پرانے دوست کے پاس گئے۔ اس کی ایک چھوٹی سی لڑکی تھی۔ ان کو نکاح ثانی کے بارے میں کہا۔ لیکن اس نے کہا کہ آپ کی عمر میری عمر کے برابر ہے۔ اور لڑکی چھوٹی ہے۔ دوسرے یہ کہ میرے ہاں اس لڑکی کے سوا اور کوئی اولاد نہیں۔ اسلئے میں اس صورت میں اتنی مسافت اپنی لڑکی کو نہیں دے سکتا۔ مولوی صاحب مرحوم نے فرمایا کہ اگر آپ کے ہاں کوئی اولاد ہو جاتے۔ تو کیا پھر بھی یہ رشتہ مجھے نہ دو گے؟ آخر اس دوست نے اس شرط کو منظور کر لیا۔ اگر میرے ہاں اور اولاد خداوند کریم نے دی۔ تو اس لڑکی کا نکاح تمہارے ساتھ کر دوں گا۔ خدا کی شان کچھ عرصہ بعد اس شخص کے ہاں دو بچے اور پیدا ہوئے۔ ایک لڑکا اور ایک لڑکی۔ مولوی صاحب مرحوم جب ان کے پاس گئے تو آپ کا نکاح اس شخص نے اپنی بڑی لڑکی کے ساتھ کر دیا۔ جس سے مولوی صاحب مرحوم کے ہاں اولاد ہوئی۔

مسجد کی تعمیر

جب آپ کا نکاح ثانی ہو چکا اور آپ نے مستقل رہائش بستی بزدار میں اختیار کر لی۔ تو آپ کو ایک مسجد بنوانے کا خیال پیدا ہوا۔ اس کے لئے آپ نے اپنی مملوکہ زمین کا ایک حصہ وقف کر دیا۔ جس جگہ پہلے درس ہوتا تھا اس جگہ ایک مسجد بنوا دی۔ جو اس وقت مسجد احمدیہ ہے۔ اور جو جماعت احمدیہ بستی بزدار کے اجتماع کا باعث بنی ہوئی ہے۔

احمدیت کا ذکر

مولوی صاحب فرماتے تھے۔ کہ جب ہم مانک پور میں پڑھتے تھے۔ تو ایک دن باتوں باتوں میں مہدی کے بارے میں ذکر آیا۔ تو آپ کے استاد نے فرمایا کہ بہت ممکن ہے کہ حاضرین میں سے کوئی شخص مہدی علیہ السلام کو دیکھے۔ سو میں نے خداوند کریم کے فضل سے اپنی آنکھوں سے مہدی علیہ السلام کو دیکھ لیا۔

ایک رؤیا اور حضرت مسیح موعودؑ کی زیارت

جس وقت مسجد تیار ہو گئی اور لوگ مولوی صاحب مرحوم کی اقتدا میں نماز پڑھنے لگے تو آپ نے ایک رؤیا دیکھا کہ ایک اونچا مکان ہے۔ اس پر ایک شخص جو نہایت وجیہہ اور خوبصورت ہے ٹہل رہا ہے۔ اور کہہ رہا ہے۔ ایک شخص پہلے آیا تھا (مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) اور اب میں آیا ہوں اور فرمایا کہ اس بات کا اعلان کر دو۔ ایک تختی دی جس پر آخری دو سورتیں لکھی ہوئی تھیں۔

مولوی صاحب فرماتے تھے کہ جب میں نے حضرت اقدس کی زیارت کی تو مجھے وہ رؤیا یاد آیا یعنی جو شخص اونچے مکان میں اعلان کر رہا تھا۔ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تھے۔

قبول احمدیت

اس رؤیا پر کچھ عرصہ گذر گیا۔ تو مولوی ابو الحسن صاحب (جو ضلع ڈیرہ غازی خان میں احمدیت کے باوا آدم ہیں اللہ تعالیٰ ان کی زندگی میں برکت دے۔ اور تمام دینی دنیوی تفکرات سے اپنے امن میں رکھے اور ان کی اولاد کو بھی باپ کا سچا جانشین بنائے۔ آمین) جو مولوی صاحب مرحوم کے کسی زمانہ میں ہم درس رہے تھے۔ بستی بزدار میں تشریف لائے۔ اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا ذکر خیر سنایا۔ آپ نے بیعت کا خط تحریر کرا دیا۔ تھوڑے دنوں کے بعد والد صاحب اللہ بخش خان نے بھی بیعت بذریعہ خط کر لی۔ کچھ عرصہ بعد ہر دو بزرگوں نے سنا کہ بستی مندرانی میں ایک شخص آیا ہوا ہے۔ جو قادیان شریف سے آیا ہے۔ یہ دونوں بزرگ مولوی محمد شاہ صاحب مرحوم کی خدمت میں حاضر ہوئے جو بہت عرصہ قادیان دارالامان رہ کر پڑھتے رہے تھے اور حضرت اقدس خلیفہ اول کے شاگرد تھے۔ ان سے تمام حالات سن کر اپنے دل کو ذکر حبیب سے محظوظ کیا۔

شوق زیارت مسیح موعودؑ

آخر جب مولوی صاحب مرحوم حضرت اقدس کی غلامی میں آ گئے۔ تو لوگ مخالفت

مکتوبات احمدیہ جلد اول
جس میں حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کے نام مکتوبات ہیں
قیمت صرف ایک روپیہ
الحکم بکڈپو قادیان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مخالفت کرنے لگے۔ یہاں تک کہ بعض لوگوں نے کہا ہم مسجد کو گرا دیتے ہیں۔ کیونکہ یہ شخص کافر ہو گیا ہے۔

خدا کی قدرت ہے۔ کہ مولوی صاحب مرحوم ایسے غنی الطبع واقع ہوئے تھے کہ دنیا کی محبت ان کے دل میں نہ تھی (لیشو بون من کاس کان مزاجہا کافورا) اور کبھی آپ نے مال جمع نہ کیا تھا۔ اسلئے کوئی نقدی پاس نہ رکھتے تھے۔ ادھر شوق زیارت ہر وقت بھی بے چین کر رہا تھا۔ آخر قبلہ والد صاحب اور مولوی صاحب مرحوم نے تیاری کی۔ کچھ تھوڑی سی رقم والد صاحب نے اکٹھی جو بالکل کم تھی۔ اور زیادہ سے زیادہ ایک آدمی کا ایک طرف کا کرایہ مشکل ہو سکتا تھا۔ کچھ تھوڑے سے ستو بنوا لئے۔ اور دونوں دوست بصد شوق اور نہایت خوشی بے سر و سامانی کی حالت میں دیار محبوب کی طرف چل پڑے۔ والد صاحب خدا ان کی عمر میں برکت دے فرماتے ہیں کہ اکثر پیدل اور کسی جگہ گاڑی پر غالباً سیالکوٹ سے امرتسر تک گاڑی پر اور باقی پیدل چلتے ہوئے وارد قادیان دارالامان ہوئے یہ وہ زمانہ تھا کہ حضرت شہید مرحوم قادیان سے ہو کر واپس تشریف لے گئے تھے۔ اور وہاں جا کر شہید ہو گئے تھے آپ ہفتہ عشرہ مقیم رہ کر حضرت اقدس کی صحبت سے لطف اندوز ہوتے رہے

مخالفت

جب آپ قادیان شریف سے واپس تشریف لائے۔ اور لوگوں کو وہاں کے حالات سنائے۔ تو بعض لوگ جو آپ پر حسن ظن رکھتے تھے۔ آپ کے ساتھ ہو گئے۔ لیکن جب مخالفت کا طوفان امنڈا اور ہر طرف ایک شور برپا ہوا تو سوائے دو تین آدمیوں کے سب کے سب الگ ہو گئے۔ وہ لوگ جو آپکے ساتھ شامل ہوئے اور آخر تک ثابت قدم رہے۔ یہ ہیں:۔

(۱) بھیل خان مرحوم جو ۱۹۱۵ء میں فوت ہوئے۔ جو ایک مخلص اور مبلغ احمدیت تھے۔ کوٹ قیصرانی میں اکثر ان ہی کے ذریعہ تبلیغ پہنچی۔ باوجود ناخواندہ ہونے کے تبلیغ کرتے تھے۔

(۲) محمود خان (۳) محمد حیات خان جو ۱۹۲۴ء کے سالانہ جلسہ میں شریک ہوتے واپسی پر سردی ایسی شدت سے لگی کہ مرحوم جانبر نہ ہو سکے اور چند دن کے بعد فوت ہو گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ نہایت صالح نوجوان تھے۔ ان کا ایک یتیم بچہ نہایت چھوٹی عمر کا رہ گیا تھا۔ جو اب مڈل پاس کر چکا ہے۔

ہاں تو میں عرض کر رہا تھا کہ جب آپ واپس آئے تو سخت مخالفت شروع ہوئی۔ اور وہ لوگ جو مالی امداد کرتے تھے سب الگ ہو گئے۔ اور مولوی صاحب مرحوم کا کوئی ذریعہ معاش کا نہ رہا لیکن آپ نہایت صبر سے زندگی بسر کرتے رہے اور کسی نے اپنے طور پر امداد کر دی ورنہ کسی کے آگے اپنی حاجت نہ لے گئے۔ محنت مزدوری سے اپنا اور بال بچوں کا پیٹ پالتے رہے۔ کیونکہ دوسری بیوی سے تین لڑکے اور دو لڑکیاں پیدا ہوئیں اور اچھا بھلا کنبہ بن گیا۔

رویا

فرماتے تھے ایک دفعہ میں نے خواب میں دیکھا کہ تمام لوگ۔ زنار پہنے ہوئے ہیں اور میں نے کوشش کی کہ ان کو مسلمان بناؤں اور ان کے زناروں کو توڑ دوں۔ لیکن تھوڑے لوگوں کے زنار توڑے جا سکے اور بعض لوگوں کے زنار باوجود بہت کوشش کے نہ ٹوٹے اور فرماتے کہ صبح میرے دانت درد کر رہے تھے کیونکہ بعض زنار بہت سخت تھے۔

عادات

مولوی صاحب مرحوم مجذوبانہ زندگی بسر کرتے تھے۔ تمام عمر زمین پر سوتے رہے۔ مجھے یاد نہیں کہ کبھی آپ چارپائی پر سوئے ہوں۔ رات کا پچھلا حصہ اکثر جاگ کر گذارہ کرتے تھے۔ اور اپنے مولا کی یاد میں صرف کرتے تھے۔ اکثر مسجد جو گھر کے ساتھ ملحق تھی سوتے تھے۔ ہاں سردیوں میں اپنی چھوٹی سی کوٹھری میں بال بچوں میں جا کر سوتے تھے۔

پابندی نماز

ابتدا ہی سے آپ اول وقت نماز پڑھنے کے عادی تھے۔ جب سورج قدرے زوال ہوتا اذان دے دیا کرتے تھے۔ کوئی آ جاتا تو بہتر ورنہ اپنے آپ ہی نماز پڑھ لیا کرتے۔ نماز با جماعت کے بہت پابند تھے۔ لیکن زیادہ عرصہ انتظار کبھی نہ کرتے تھے اور ہر نماز میں آپ کا یہی طریق تھا۔ صبح کی اذان بہت سویرے دیتے۔ اور اسیطرح مغرب کی اذان۔ بعض لوگ کہتے کہ مولوی صاحب تو دن بھی غروب نہیں ہونے دیتے۔

غرضیکہ اپنی عمر نہایت تقوے سے بسر کر کے اپنے مولا کے پاس چلے گئے انا للہ وانا الیہ راجعون

اللھم اغفر وارحم وانت خیر الرحمین

میں کیوں کر احمدی ہوا؟

چودھری محمد علی خان اشرف ہیڈ ماسٹر بیرم پور کے حالات

خاکسار ۱۶ اکتوبر ۱۸۸۳ء میں پیدا ہوا۔ اور سوا چار سال کی عمر میں تعلیم شروع کی۔ ورنیکلر مڈل پاس کر کے محکمہ پٹوار میں داخل ہو کر ہوشیار پور پہنچا۔ مگر وہاں سے دل برداشتہ ہو کر اسلامیہ ہائی سکول ہوشیار پور میں انگریزی تعلیم حاصل کرنے لگا۔ اور چند مہینوں میں اینگلو مڈل بڑی شان و شوکت سے پاس کیا۔ اوائل زندگی قبر پرستی میں گذری۔ مگر ہوشیار پور میں میرے خیالات آریہ سماج میں جانے کیوجہ سے دہریت اور پھر آریہ مت کی طرف منتقل ہو گئے۔ اور اینگلو مڈل بڑی تزک و احتشام پاس کرنے کی وجہ سے آریہ سماج میری عاشق ہو گئی اور اس نے مجھے اپنی طرف راغب کرنے کے لئے اور اپنے سکول میں لے لینے کی خاطر بے حد جد و جہد شروع کر دی۔ اسی دوران میں میاں اکبر علی مرحوم تاجر کتب ہوشیار پور سے میری جان پہچان ہو گئی۔ وہ خفیہ احمدی تھے۔ انھوں نے دریافت کیا اب کیا ارادہ ہے؟ میں نے آریہ مت قبول کرنے کا ارادہ ظاہر کیا وہ کہنے لگے کہ کیوں؟ میں جواب دیا کہ اسلام میں کیا رکھا ہے۔ سماج میں تو مزے ہی مزے ہیں۔ خوب بھجن ہوتے ہیں۔ راگ رنگ اور طرح طرح کے نظاروں سے طبیعت خوب بہلتی ہے۔ انھوں نے اصرار کیا کہ قبل اس کے تم آریہ مت اختیار کرو۔ پہلے اسلام کی چھان بین کر لو۔ میں نے پوچھا کہ کہاں کروں؟ مولوی لوگ تو برائے نام مسلمان ہیں قل اعوذیئے۔ جمعراتیئے اور ختم وغیرہ پڑھ کر روٹی کھانے والے ہیں۔ یوں ہی بگلا بھگت دکھائی دیتے ہیں بسم اللہ کے معنی پوچھو تو بتلاتے نہیں۔ لمبی لمبی تسبیحیں پھیر کر گنڈے تعویذوں سے مسلمانوں کا مال ڈکارتے ہیں۔ یوں ہی تقدس مآب بنے ہوئے ہیں اور ؎

واعظاں کیں جلوہ بر محراب و منبر میکنند
چوں بخلوت میروند آں کار دیگر میکنند

کے مصداق ہیں۔ خیر انھوں نے با صرار کہا کہ میں جگہ بتلاتا ہوں۔ وہاں پہنچکر اسلام کی تحقیقات کرنے کے بعد جو چاہو کرنا۔ مگر پہلے وعدہ کرو کہ کسی کو بتلائے بغیر وہاں چلے جاؤ گے۔ میں نے کہا۔ ہاں ہاں وہاں ضرور جاؤں گا انھوں نے مجھے قادیان مغلاں کی طرف راہنمائی کی۔ وہاں سے چھوٹتے ہی اپنے والد بزرگوار سے رشتہ داروں سے ملنے کا بہانہ کر کے سیدھا پیدل قادیان پہنچ گیا اور حضرت حکیم الامۃ کے درس مبارک میں داخل ہوا۔ چونکہ آپ اپنے عمر رسیدہ شاگردوں کو اپنے مطب میں حدیث و فقہ اور طب وغیرہ کا درس دیتے تھے۔ آپنے درس میں شامل ہو کر مجھ غریب سے دریافت فرمایا تم کہاں سے آئے ہو کیا مطلب ہے؟ میں نے اپنا مدعا ظاہر کیا۔ پھر فرمایا کچھ پڑھے لکھے ہو؟ میں نے عرض کیا کہ اینگلو ورنیکلر مڈل پاس ہوں۔ آپ نے نہایت پیار سے مجھے مولوی قاضی یار محمد صاحب (وکیل نور پور) کے سپرد کر کے فرمایا کہ مفتی صاحب (حضرت مفتی محمد صادق صاحب) کے پاس لے جاؤ اس کی دینی و دنیوی تعلیم کا انتظام کرینگے۔ حضرت مفتی صاحب نے مجھے مہتمم لنگر خانہ و مہمانخانہ کے سپرد کر کے فرمایا کہ صبح کو سکول حاضر ہو جاؤ۔ سب بند و بست ہو جائے گا۔ اگرچہ میرے خیالات پراگندہ تھے۔ مگر پکا نمازی تھا مسجد میں آمد و رفت کے باعث معلوم ہوا کہ ہم سنی ہیں اور یہاں کے باشندے وہابی دکھائی دیتے ہیں چنانچہ ایک روز نماز ظہر یا عصر پڑھ کر نکلنے لگا تو جماعت کی صف بندی شروع ہو گئی۔ مجھے ایک عمر رسیدہ بزرگ نے زبردستی جماعت کے ساتھ شامل ہونے کے لئے کہا میں نے بہتیرے ہاتھ پاؤں مارے کہ بابا میں نماز پڑھ چکا ہوں۔ مگر نقار خانہ میں طوطی کی صدا کون سنتا ہے۔ مجھے جبراً شامل کیا گیا۔ مرتا کیا نہ کرتا طوعاً و کرہاً کھڑا ہو گیا۔ مگر دل میں یہی دعا کرتا رہا کہ الٰہی میرا گناہ بخشیو میں دیدہ دانستہ ان کے ساتھ شامل نہیں ہوا۔ بعد ازاں قادیان سے بھاگ نکلنے کا مصمم ارادہ کر لیا۔ اور حضرت مفتی صاحب سے اجازت چاہی

مکتوبات احمدیہ جلد دوم
جس میں حضرت سیٹھ عبدالرحمٰن صاحب مدراسی رضی اللہ عنہ کے نام مکتوبات ہیں۔ قیمت فی جلد عہ
حجم ۲۰۰ صفحہ
الحکم بکڈپو قادیان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آپ نے بیحد محبت دپیار سے مجھے روکنا چاہا۔ مگر بدگمانی کا بھوت مجھے کہاں ٹکنے دیتا تھا۔ میں بے تحاشا بھاگا۔ اور دریائے بیاس سے پار ہوکر اپنے رشتہ داروں کے پاس پہونچ گیا وہاں میری تلاش میں والد بھی پہونچے ہوئے تھے وہ آپس میں چہ میگوئیوں میں مصروف تھے۔ انھوں نے مجھ سے پوچھا کہاں سے آئے ہو؟ میں نے کہا قادیان سے۔ شامت اعمال دیکھیئے کہ چند حقہ باز ملانے بھی موجود تھے۔ بس پھر کیا تھا۔ کہرام مچ گیا۔ ہر طرف سے مجھ پر بھپر پڑے۔ کہ تم وہاں کیوں گئے۔ وہاں تو ایک شخص اپنے آپ کو خدا بتاتا ہے کبھی کہتا ہے کہ میں عیلے ہوں۔ اور امام مہدی ہوں۔ غرضیکہ سب کے سب حضرت اقدس مرزا صاحب کی شان مبارک میں بکواس کرنے لگ گئے۔ میں نے کہا کہ اللہ گواہ ہے۔ کہ جتنے دن میں قادیان رہا۔ ایکدن بھی میں نے نہ سنا کہ یہاں کوئی شخص اپنے آپ کو خدا کہتا یا عیلے بنتا ہے۔ میں نے ہرچند ان لوگوں سے کہا کہ ایسا وہاں کوئی شخص نہیں۔ مگر میری ایک نہ سنی گئی۔ آخر مجھے یہ کہنے پر مجبور کر دیا کہ اچھا بھئی اگر وہاں کوئی شخص ایسا ہے جو خدا بنتا اور مہدی و عیلے بنتا ہے تو میں تو پہلے ہی خدا کا متلاشی ہوں اور اسی دھن میں لگا پھرتا ہوں۔ اور اگرچہ وہاں سے میں بے حد اوداسی میں اور قادیان کے باشندوں کو وہابی پاکر اور ان سے متنفر ہوکر آیا ہوں۔ مگر اب میں دوبارہ ضرور وہاں اس خدا کو دیکھنے جاؤں گا۔ خواہ تم مجھے کتنا ہی تنگ کرو۔ میں ہٹ دھرمی اور ضد میں مشہور تھا۔ مجھے طرح طرح سے ورغلاتے کہ تم علیگڈھ۔ دیوبند یا دہلی لکھنؤ چلے جاؤ جتنا خرچ ماہوار مانگوگے دیا جائے گا۔ مگر قادیان مت جاؤ۔ مگر

زمیں جنبد نہ جنبد گل محمد

میں ذرا بھی ٹس سے مس نہ ہوا۔ اور یہی دہراتا رہا۔ کہ اس خدا کو ضرور دیکھنے جاؤں گا۔ دوسرے دن علی الصباح اپنے والد صاحب بزرگوار کو ہمراہ لیکر قادیان پہنچ گیا۔ وہ میرے ساتھ اس لئے گئے کہ میں کہیں اور جگہ نہ چلا جاؤں۔ قادیان پہنچتے ہی حضرت مفتی صاحب سے ملا کہ مفتی صاحب آپ مجھے خدا دکھادیں۔ وہ کہاں ہے حضرت مفتی صاحب مجھے دیکھ کر حیران تھے کہ کل تو یہاں سے ایسا بھاگا تھا جیسے گدھے کے سر سے سینگ۔ آج پھر یہاں کیسے براجمان ہو گیا۔ مگر میں بار بار دہراتا رہا کہ مجھے وہ خدا دکھادو۔ میں تو اسے دیکھنے آیا ہوں۔ کیونکہ کل راستہ میں مجھے لوگوں نے متفقہ طور پر یہ بات بتلائی ہے کہ قادیان میں ایک شخص خدا اور عیلے بنتا ہے حضرت مفتی صاحب تاڑ گئے کہ اسے خدا دیکھنے کا جنون ہے۔ فرمانے لگے کہ اچھا ہمارے پاس ٹھہرو۔ ہم سب کچھ دکھادیں گے۔ مگر یہ کام جلد نہ ہوگا۔ ذرا دھیرے دھیرے ہوگا۔ آپ نے اپنی کمال روشن ضمیری اور دوراندیشی سے مجھے سنبھال لیا۔ اور چند دن کی روک کے بعد مجھے اصلی معنوں میں دنیا دکھا کر سچ مچ خدا دکھادیا اور حضرت امام صادق مسیح موعود و مہدی مسعود سے ملادیا۔ جب اچھی طرح میری تسلی ہوگئی تو میں نے حضرت مفتی صاحب سے عرض کیا کہ میں بیعت کروں گا۔ غالباً

مئی ۱۹۰۳ء کا آخر تھا کہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دست مبارک پر بیعت سے مشرف ہوا۔

مجھے یہ بھی شرف حاصل ہے کہ میرے ہم کلاس حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہٖ اور حضرت چودھری فتح محمد صاحب سیال ایم۔ اے جیسے بزرگ و محترم ہستیاں تھیں۔ اور حضرت خلیفہ اول کا درس سننے اور قرآن کریم کے معارف و نکات سے مستفید ہونے کا نہایت سنہری موقع مل گیا۔ حضرت مولانا مولوی شیر علی صاحب فرشتہ خصلت اور حضرت مفتی محمد صادق صاحب ہفت زبان۔ علامہ زماں حضرت مولوی سرور شاہ صاحب اور حضرت قاضی امیر حسین صاحب جیسے مفسر قرآن اور شاعر بے بدل فردوسی ثانی ملک الشعراء حضرت مولوی عبید اللہ صاحب بسمل جیسی بزرگ و یکتا ہستیوں کے شاگرد بننے کا فخر حاصل ہوا۔

آہ! وہ زمانہ کدھر چلا گیا۔ جب ہم آزادانہ طور سے تعلیم الاسلام ہائی سکول میں تعلیم حاصل کرتے تھے۔ اور جب بھی سنتے کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے ہیں۔ خواہ کیسا ہی ضروری مضمون ہوتا۔ اور کوئی استاد پڑھاتے ہوتے۔ پروانہ وار اس شمع محمدی کی طرف دوڑتے۔ اور آپ پر فدا ہوتے دنیا و مافیہا کی کوئی لذت۔ کوئی تماشہ یا کوئی غرض ہمیں مرغوب نہ تھی۔ اگر کوئی غرض تھی تو بس یہی کہ اس شمع ہدایت سے منور ہوں۔ اور اسی کو دیکھتے رہیں اس کے دیدار میں نہ بھوک محسوس کرتے نہ پیاس۔ اپنے بیگانے سب بھولے ہوئے تھے۔ اگر کوئی دھت تھی تو یہی کہ صبح و شام۔ سوتے جاگتے اپنے محبوب کو دیکھا کریں اور دیکھ دیکھ کر اپنی روح کو آرام پہنچائیں

آہ! وہ ایام مبارکہ یاد آکر نہ پوچھیے کہ کیا گذرتی ہے

دل میں اک درد اٹھا آنکھوں میں آنسو بھر آئے
بیٹھے بیٹھے ہمیں کیا جانیے کیا یاد آیا

دل تو یہی چاہتا ہے کہ مرکر جلد ہم اس محفل میں پہنچ جائیں جہاں اب ہمارا وہ مدعا اور صحیح معنوں میں محبوب حقیقی اور اپنی شرمگیں نگاہوں سے دل اسیر ہونے والا وجود باوجود موجود ہے۔ آمین۔

وہ کیسے خوش کن نظارے تھے۔ جن کی یاد ہر وقت دل کو تڑپاتی رہتی ہے۔ حضرت صاحبزادہ صاحب (خلیفۃ المسیح ثانی) کو ہم طلباء سے بے حد محبت تھی وہ ہمارے محبوب سے خیال تھا کہ خاکسار سے خاص محبت تھی۔ اکثر صبح و شام بورڈنگ ہوس میں تشریف لاتے اور مجھے فرماتے اٹھو نالائق (آپ نے کمال محبت سے مجھے یہی خطاب دے رکھا تھا) شکار کو چلیں۔ پھر بندوق میرے کندھے پر دے کر خراماں خراماں میرے آگے چلتے۔ اور میں پھولا نہ سماتا کہ آپ نے اس غرض کے لیے مجھے ممتاز فرمایا ہے۔ سارا سارا دن باہر سیر و شکار میں دل بہلاتے آہ وہ بابرکت زمانہ کبھی نہ بھولے گا۔

سکول بھی ہمارے لئے اس زمانہ میں ایک تفریح گاہ بنا ہوا تھا اکثر کتابی سبق کی جگہ استاد ہمیں روحانی درس و تدریس میں مصروف رکھتے۔

کرم دین سائیں کھیپن گا مقدمہ ہوتا تو اکثر ہم اپنے اساتذہ کے ہمراہ گورداسپور چلے جاتے۔ پھر وہاں بھی حضرت صاحبزادہ صاحب کی معیت میں سیر و شکار میں لطف اندوز ہوتے۔ کبھی تالاب میں زہر ماہی ڈال کر مچھلیاں پکڑی جاتیں۔ کبھی آپ کی زبان مبارک سے دل لبھانے والی باتیں سن سن کر دل بہلاتے۔ سکول ٹائم میں حضرت مفتی صاحب کی گھنٹیوں میں اکثر آپ کے تجارب سے فائدہ اٹھاتے اور ماشاءاللہ آپ کو ظاہری صورت شکل میں خالق کون و مکاں نے حضرت یوسف ثانی بنانے کے علاوہ آپ کی فطرت و جبلت میں بھی ظرافت احمد روشن ضمیری اور دوراندیشی ودیعت کر رکھی ہے۔

ایک دفعہ چودھری فتح محمد صاحب سیال نے آپ سے پوچھا کہ شاعر کیسے پہچانے جاتے ہیں؟ آپ نے اس خاکسار کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ یہ لڑکا جو چپ چاپ بیٹھا ہے شاعر بنے گا۔ حالانکہ ان دنوں مجھے خود علم نہ تھا۔ اور دقیق اردو فارسی سے کوسوں دور بھاگتا تھا

ایکدفعہ آپ کی معیت میں یہ عاجز اور ایک کابلی افغان اور ایک اور شخص نسراواں کی طرف سیر کے لئے جا رہے تھے آسمان کی آنکھیں نہایت خشمگیں دکھائی دیتی ہیں اور اسقدر غضب آلود کہ ڈر آتا تھا فرمایا آؤ یہاں نفل پڑھیں اور اللہ تعالیٰ سے معافی کے طلبگار بنیں۔ چنانچہ ہم نے کھیتوں بہت دیر تک نفلیں پڑھیں اور روتے رہے۔ دوسرے دن علی الصباح ۵ را پریل ۱۹۰۵ء کو اللہ تعالیٰ کا قہری نشان زلزلہ کی شکل میں نمودار ہو گیا۔ اسیدن حضرت اقدس نے حکم صادر فرمایا کہ سب لوگ باغ میں چلے جائیں اور اپنی اپنی جھونپڑیاں یا خیمے یا کسی اور طرح وہاں ہی رہائش اختیار کریں۔ پھر زلزلہ پر زلزلہ آنے کی وہاں ہی پیشگوئیاں کیں اور اشتہار شائع کئے۔ اسی عرصہ میں پھر ہم چند طلباء جو امتحان انٹرنس سے فارغ ہو چکے تھے لاہور تعلیم یا ملازمت حاصل کرنے کی غرض سے چلے آئے۔ وہاں چار پانچ سال ملازمت کلرکی کرنے کے بعد۔ محکمہ تعلیم میں بطور ٹیچر کوہاٹ آگیا اور ۱۹۱۰ء میں ٹریننگ کالج لاہور جے اے وی کلاس میں داخل ہونے کے لئے آگیا۔ وہاں سے ضلع لائلپور ایک سکول کی ہیڈ ماسٹری پر چلا گیا۔ ۱۹۱۳ء میں پھر قادیان بطور جائنٹ ایڈیٹر بدر ہو کر آگیا۔ بعدہٗ خلیفہ اول رضی اللہ عنہ نے ایک سکول کے اراکین کے بلانے پر ہیڈ ماسٹری پر روانہ فرمایا تب سے تا ایندم محکمہ تعلیم میں ملازمت ہی۔ مگر دلی خواہش ہے کہ اب ہمیشہ کیلئے قادیان دارالامان میں تا زیست مسکن عارضی اور پھر مدفن دائمی مقبرہ بہشتی ہو۔ آمین یا الٰہ العالمین آپ کیا ہی ہو آمین

خاکسار محمد علی خان اشرف عفی عنہ
ہیڈ ماسٹر و سکرٹری انجمن احمدیہ
بیرم پور۔ ضلع ہوشیارپور

مکتوبات احمدیہ جلد سوم
حضرت چودھری رستم علی خان صاحب رضی اللہ کے نام مکتوبات ہیں
قیمت صرف عمر
الحکم بکڈپو قادیان دارالامان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یاد ایام

(از حضرت صوفی غلام محمد صاحب بی۔اے سابق مبلغ ماریشس)

میں خدا تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ادا کرتا ہوں کہ اس نے اپنی نعماء و آلاء سے اتنا مجھے نوازا ہے۔ کہ میں اس کی نعمتیں گن بھی نہیں سکتا۔ یہ بالکل درست ہے۔ کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ارادہ فرمایا کہ جو اللہ تعالیٰ نے آپ پر نعماء کی ہیں ان کو ایک کتاب میں لکھیں۔ آپ پر معاً کشف کی حالت طاری ہوئی اور دکھایا گیا کہ زبردست بارش ہو رہی ہے۔ اور بے شمار پانی کے قطرے اوپر سے گر رہے ہیں۔ آپ کو فرمایا گیا کہ تم ان پانی کے قطروں کو گن سکتے ہو تو تم ہماری نعمتوں کو بھی گن سکو گے۔ اس پر آپ نے یہ ارادہ موقوف کر دیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر مذہبی اس ذات والاصفات کے جن کی شان میں لولاک لما خلقت الافلاک آیا ہے مگر میں کہتا ہوں کہ ہر انسان چونکہ مظہر اسماء الٰہیہ ہو نیکی بالقویٰ استعداد رکھتا ہے ہرگز ہرگز نعماء الٰہیہ کا احصاء نہیں کر سکتا۔ اللہ تعالیٰ اپنے کلام معجز نظام میں فرماتا ہے وآتاکم من کل ما سالتموہ وان تعدوا نعمت اللہ لا تحصوھا ان الانسان لظلوم کفار اور اس نے تم کو دیا جو تم نے بزبان حال سے اس سے مانگا۔ اگر تم اسکی نعمت کا شمار کرو تو تم اس کو احاطہ میں نہ لا سکو گے۔

میں کہاں جانگلیوں کے بار میں پیدا ہوا جہاں میلوں تک آبادی کا نام و نشان نہ تھا جو تعلیم و ترقی کی راہ سے بہت دور۔ جنم بھوم سے چالیس پچاس کوس دور دلٹوہا کے مدرسہ میں پڑھنے ڈالا گیا اور وہاں سے چودھری رستم علی صاحب سب انسپکٹر پولیس کے ساتھ ملا اور ان کے ذریعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تخت گاہ قادیان میں پہنچا اور پھر ۱۸۹۵ء سے یہیں قادیان میں ہی مقیم ہو گیا۔ ۱۸۹۸ء میں مدرسہ تعلیم الاسلام میں داخل ہوا سن ۱۹۰۰ء میں مڈل کا امتحان یونیورسٹی پاس کیا اور ۱۹۰۲ء میں انٹرینس پاس کیا۔ ہائی سکول اسوقت شہر میں ہوا کرتا تھا۔ جہاں کہ اب مدرسہ احمدیہ ہے اور بورڈنگ بھی یہیں تھا۔ پہلے ماسٹر فقیر اللہ صاحب جناب لاہوریں غیر مبایعین میں ہیڈ ماسٹر تھے۔ ان کے بعد مولوی شیر علی صاحب جو ابھی تازہ گریجویٹ ہو کر لاہور سے آئے تھے ہیڈ ماسٹر ہوئے۔ دینیات کے استاد سید محمد سرور شاہ صاحب اور قاضی امیر حسین صاحب تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مبارک زمانہ تھا۔ تمام احمدی قادیان کے مشرقی جانب ہی رہتے تھے۔ اسوقت پانچوں وقت کی نمازیں مسجد مبارک میں ہوا کرتی تھیں۔ جب کوئی میت ہو جایا کرتی تھی تو سب اکٹھے ہو جایا کرتے تھے۔ باہر سے آنے جانے والے اصحاب سے بھی ملاقات ہوتی رہتی تھی۔ اب تو احمدی جماعت کی آبادی اسوقت سے کہیں بیس گنا کیا بلکہ سو گنا ہو گئی ہے۔ اسوقت دو مسجدیں تھیں۔ اب سات آٹھ جگہ با جماعت نماز ہوتی ہے۔ وہ زمانہ سادگی۔ طہارت پاکیزگی۔ اخلاص۔ ایثار اور باہمی الفت و محبت کا زمانہ تھا اسوقت تکلف بالکل نہ تھا۔ اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سیر کو تشریف لیجانا اور کثیر جماعت کا حضور کے ساتھ ہونا۔ حضور سیر کے لئے قادیان سے قریباً ہر سمت کو گئے ہیں۔ شہتوت اور بیدانہ کے موسم میں اپنے باغ میں تشریف لے جاتے تھے۔ اور بیدانہ کے ٹوکرے بھائیوں کے آگے رکھ دیئے جاتے تھے۔ اور سب وہاں بیٹھ کر کھاتے تھے۔ اور سیر میں آپ ہمیشہ کسی نہ کسی مسئلہ یا موضوع پر گفتگو فرمایا کرتے تھے۔ جو کہ اسوقت کے اخباروں میں اکثر درج ہے۔ کیونکہ اخبار الحکم ۱۸۹۸ء یا مقابلتاً اسکے بعد قادیان سے نکلنا شروع ہوا۔

مجھے خوب یاد ہے کہ ایک دفعہ حضور ڈھاب میں ہو کر جنگل کی طرف سیر کو تشریف لے گئے۔ اور جنگل سے آگے گذر کر اس سڑک تک گئے جو کہ بٹالہ سے سری گوبندپور کو جاتی ہے۔ اس سیر میں آپ نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ اپنے پیارے بندوں کے نقالوں کو بھی معاف کر دیتا ہے اور اس پر حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک دشمن کا قصہ سنایا کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نقل کیا کرتا تھا۔ اور لوگوں کو ہنسایا کرتا تھا۔ جب وہ مر گیا تو خدا نے اسے بھی معاف کر دیا کہ میرے محبوب کی نقل کیا کرتا تھا۔

اسیطرح آپ قادر آباد۔ لبر آواں۔ بٹر کلاں ناتھ پور کی راہ سے بٹالہ کے پل کی طرف۔ اور بٹالہ کی راہ سے جو ڈلے کے موڑ تک اکثر آپ جایا کرتے تھے۔ آخری دفعہ جب آپ سوڑ کے سامنے لسوڑی کے درخت تک آ کر واپس تشریف لے گئے۔ کیونکہ لوگ ساتھ بہت تھے۔ آپ کی طبیعت گھبرا گئی تھی۔ آپ بڑے مزے لے کر فرمایا کرتے تھے کہ خدا تعالیٰ نے مجھ کو فرمایا تھا کہ اتنے لوگ آئینگے کہ تو تھک جائے گا۔ اور فرماتے تھے لا تسئم من الناس لوگوں سے ملول نہ ہونا خدا تعالیٰ کا یہ کتنا فضل ہے کہ اس نے محض اپنے فضل سے تیرہ برس مجھے آپ کی صحبت میں رکھا۔ سوائے چند وقفوں کے جو بیچ میں آ گئے۔ قادیان میں طاعون کا زمانہ دیکھا اور حضور کے معجزات بچشم خود دیکھے انی احافظ کل من فی الدار۔ میں تیرے گھر میں جو کوئی ہو گا۔ اس کی حفاظت کروں گا۔ اور حضور کو اس پر اتنا یقین اور وثوق تھا کہ حضور نے بہت سے خاندانوں کو اپنے گھر میں بسایا ہوا تھا۔ تاکہ وہ طاعون سے محفوظ رہیں حضرت مولوی عبد الکریم صاحب رضی اللہ عنہ کا خاندان استاذی المکرم حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کا خاندان مولوی محمد احسن صاحب امروہوی۔ مولوی محمد علی صاحب اور میر ناصر نواب صاحب رضی اللہ عنہ اور ایسا ہی بہت سے گھرانے آپ کے دار میں رہتے تھے

مولوی محمد علی صاحب کو بخار چڑھا۔ کسی نے کہا کہ مولوی صاحب کا خیال ہے کہ کہیں طاعون نہ ہو۔ حضور تشریف لے گئے اور حضور نے اپنے ہاتھ میں ان کا ہاتھ پکڑا اسیوقت بخار اُتر گیا۔

اسیطرح میر محمد اسحٰق صاحب جو اسوقت ابھی نو عمر تھے بیمار ہو گئے تھے۔ مگر بہت جلد ان کی صحت ہو گئی۔ بلکہ حضور تو فرمایا کرتے تھے کہ ہمارے گھر میں ایک چوہا بھی نہیں مرے گا۔ حالانکہ حضور کے گرد و نواح میں طاعون زوروں پر تھی۔ اس زمانہ میں قادیان میں طاعون سے کئی کئی آدمی ایک دن میں مرتے تھے۔ مگر خدا نے معجزانہ طور پر حضور کے گھر کو اس سے محفوظ رکھا۔ بلکہ حضور کے گھر میں رہنے والوں کو اس بلائے ناگہانی سے محفوظ رکھا۔ بلکہ حضور کو الہام ہوا کہ آگ سے ہم کو مت ڈراؤ آگ ہماری غلام بلکہ غلاموں کی غلام ہے۔

مولوی محمد دین صاحب جو اسوقت تعلیم الاسلام ہائی سکول کے ہیڈ ماسٹر ہیں۔ اسوقت سکول میں کارک تھے اور ہم طالب علم۔ ان کی ران میں طاعونی پھوڑا نکلا۔ انکا خیمہ مدرسہ احمدیہ کے سامنے ڈھاب سے پرے کھیتوں میں نصب کیا گیا تھا۔ اس خیمہ میں چودھری فتح محمد صاحب سیال جو اسوقت ناظر اعلیٰ ہیں اور ڈاکٹر گوہر دین صاحب مرحوم اور راقم خاکسار ان کی حفاظت اور خدمت کے لئے رکھے گئے۔ ماسٹر صاحب کے پھوڑے پر دوائی لگائی اور ...... پلائی بھی جاتی تھی۔ اور بخار بہت سخت تھا۔ اور ہذیان بھی تھا۔ ہم رات دن وہیں رہتے۔ قادیان سے رونے اور چلانے کی آوازیں بہت آیا کرتی تھیں۔ خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ وہ اچھے ہو گئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ہر نماز میں ان کی حالت کی اطلاع دیجاتی تھی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں بڑی مسجد جو کہ مسجد اقصیٰ کہلاتی ہے اور جس میں منارۃ المسیح ہے۔ اور وہ اسوقت اتنی تھی جتنی کہ اب پرانی مسجد ہے اور اس کا محراب وہاں تھا جہاں کہ اب قبلے کی جانب دروازہ ہے۔ اس محراب میں جب سے مولوی عبد الکریم صاحب رضی اللہ عنہ قادیان میں سیالکوٹ سے ہجرت کر کے آ گئے تھے۔ بطور امام کے نماز جمعہ پڑھا کرتے تھے اور حضور علیہ السلام امام کے پیچھے صف اول میں کھڑے ہوا کرتے تھے۔

مکتوبات احمدیہ جلد چہارم
جس میں حضرت نواب محمد علی خان صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کے نام مکتوبات ہیں۔ قیمت صرف ایک روپیہ
ملنے کا پتہ الحکم بکڈپو قادیان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بطور امام کے نماز جمعہ پڑھایا کرتے تھے - حضور کے دائیں اور بائیں نشست کے لئے بڑا مقابلہ ہوا کرتا تھا - لوگ جمعہ کے دن دس بجے صبح کے وہاں آ بیٹھتے تھے - اور جب کسی کام کے لئے باہر جاتے تھے تو کوئی چیز اپنی جگہ پر رکھ جاتے - تاکہ اُن کا حق قائم رہے - میں اُن لوگوں میں سے تھا - جو حضور کی دائیں جانب بیٹھا کرتے تھے - حضور کے کپڑوں کو چھونے سے میں نے خود اپنے اندر پایا ہے کہ دل کو اطمینان حاصل ہوتا تھا - اور برکت ملتی تھی

ایک دفعہ میں مسجد اقصٰی میں اپنی پگڑی رکھ کر باہر آیا اور ننگے سر مہمان خانہ میں چلا آیا - جب واپس لوٹا تو حضور مسجد مبارک کی سیڑھیوں سے اُتر رہے تھے - اور میں آگے جا رہا تھا - تو میں بھی آپ کے ساتھ ہو گیا -

یہ وہ زمانہ تھا جبکہ مرزا نظام الدین صاحب نے مسجد مبارک کی اندرونی سیڑھیوں کے دروازے کے آگے دیوار کھینچ دی تھی - آپ نے مجھے فرمایا کہ ننگے سر کیوں ہو - میں نے عرض کیا کہ مسجد میں پگڑی رکھی ہوئی ہے - جب میں نے یہ بات حضرت مولوی نور الدین صاحب رضی اللہ عنہ سے بیان کی تو آپ نے فرمایا کہ حضور ننگے سر کو ناپسند کیا ہے کیونکہ یہ عیسائیوں کی عادت ہے - عموماً حضور کے تشریف لانے کے بعد خطبہ کی اذان ہوتی اور خطبہ شروع ہو جاتا تھا -

ایک دفعہ حضور امام سے پہلے آ گئے - تو حضور نے میری حمائل لے کر وہیں مسجد میں سورۃ کہف شروع کی اور اس کا کچھ حصہ ہی پڑھا تھا کہ امام صاحب آ گئے -

مولوی عبد الکریم صاحب رضی اللہ عنہ کی عام عادت تھی کہ خطبہ جمعہ سے پہلے جس آیت یا رکوع پر خطبہ پڑھنا چاہتے تھے تو مجھے کہتے کہ قرآن سے مجھے نکال دو - میں نکال دیا کرتا تھا حالانکہ میں نے اسوقت تک قرآن حفظ نہیں کیا تھا - یہ بات مشہور تھی کہ مجھے معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ آیت کس صورت میں ہے - بلکہ کئی دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مجھ سے کئی حوالے دریافت فرمایا کرتے تھے -

حضرت ملک نور الدین صاحب رضی اللہ عنہ کا انتقال پُر ملال

افسوس ہے کہ صحابہ مسیح موعود علیہ السلام آہستہ آہستہ کم ہو رہے ہیں - اور اسطرح حضور کو دیکھنے والے وجود دنیا سے عالم بالا کی طرف جا رہے ہیں - ان صحابہ میں سے حضرت ملک نور الدین صاحب بھی تھے - جو کہ ۱۳ر اکتوبر ۱۹۳۴ء کو فوت ہو گئے انا للہ وانا الیہ راجعون

حضرت ملک صاحب مرحوم [illegible] تشریف (؟) آئندہ زیور نجواؤں گی باکیں سے تھے - ۱۸۹۶ء میں آپ سلسلہ میں داخل ہوئے - آپ کا حضرت خلیفۃ المسیح اول کے خاندان سے رضاعت کا تعلق تھا - اسلئے خلیفہ اول ان کو بہت ہی محبت سے دیکھتے تھے - وہ عرصہ دراز تک راولپنڈی میں بسلسلہ ملازمت رہے - وہاں انھوں نے سلسلہ حقہ کی بڑی خدمت کی - ہمیشہ ہر سال سالانہ جلسہ پر قادیان تشریف لایا کرتے تھے - قادیان آنے سے پیشتر محلہ دار الفضل میں حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب کے قریب میں بیت النور نامی کوٹھی بنوائی - پھر اسکے ساتھ اور بھی مکانات اپنے بچوں کے بنوائے - آپ بڑے **با اخلاق - کم گو - خوش خلق اور متواضع** انسان تھے - ۱۹۲۵ء میں آپ ہجرت کر کے قادیان تشریف لے آئے تھے - یہاں مختلف صیغہ جات میں آپ آنریری کام کرتے رہے - اب عرصہ سے لنگر خانہ میں ناظر صاحب ضیافت کے مددگار کے عہدے پر کام کر رہے تھے - آپ اس جدید انتخاب میں حلقہ محلہ دار الفضل کے پریذیڈنٹ منتخب ہوئے تھے - آپ سلسلہ کا کام نہایت محنت اور خوشی سے سرانجام دیتے تھے - باوجود اس کے کہ ۶۱ سال کی عمر تھی مگر قویٰ مضبوط تھے - اور ابھی کم از کم دس پندرہ سال تک کام کرنے کی توقع کی جا سکتی تھی -

گذشتہ سال آپ حج بیت اللہ سے فارغ ہوئے تھے - جب سے آپ قادیان آئے کسی شخص کو انکی شکایت کرتے نہیں دیکھا - ان کی وفات پر قادیان میں عام صدمہ ہوا - آپ کے دو صاحبزادے ہیں - دونوں نیک اور سلسلہ کے وفادار خادم ہیں - ہمکو ان کی وفات پر دلی صدمہ ہے - اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ مرحوم کو جنت میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قرب میں جگہ دے - اور پسماندگان کو صبر جمیل دے - آمین

وصـــــایا

۱۲۰۱ - منکہ منشی بیگم زوجہ شمس الدین قوم افغان صاحبزادہ - عمر تقریباً سینتالیس سال تاریخ بیعت ۱۹۲۶ء ساکن موضع کوٹھہ ڈاک خانہ خاص تحصیل صوابی ضلع پشاور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۱۷ر ۸ر ۳۴ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں - میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے - حق مہر مبلغ ایک ہزار جس میں سے مبلغ ایک سو چالیس روپیہ ابھی میرے خاوند کے ذمہ باقی ہے - اس کے علاوہ مبلغ سات سو روپے کا زیور و نقد میرا اپنا ہے اس کل رقم مبلغ -/۱۷۰۰ روپیہ کا ۱/۱۰ حصہ کی وصیت میں بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں - اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم بمد وصیت جو -/۱۷۰ روپیہ ہوتے ہیں خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کر لوں تو ایسی رقم حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی میں یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتی ہوں کہ جو موجودہ جائداد کے علاوہ جو بوقت مرنے کے ثابت ہو اسکی بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی - فقط المرقوم ۱۷ر اگست ۱۹۳۴ء

العبد منشی بیگم بقلم خود

گواہ شد :- کاتب وصیت شمس الدین احمدی خاوند موصیہ پولیٹیکل لاگ لنڈی کوتل -

گواہ شد یوسف علی آنفیسر منشی پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ لنڈی کوتل بقلم خود

۱۲۱۴ - منکہ موندان بی بی بیوہ حسن جان قوم اوان پیشہ زمیندارہ عمر ۵۴ سال تاریخ بیعت دسمبر ۱۹۲۳ء ساکن دوالمیال ڈاکخانہ خاص تحصیل پنڈ دادن خان ضلع جہلم بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۱۲ر ۳۳ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں - میری پنشن ماہوار آٹھ روپے ہے - اور میرے نام اٹھارہ کنال ملکیت ایسی زمین کی ہے جس کی میں پیداوار کی تازیست مالک ہوں اور وہ بارانی اول ہے - اس کی پیداوار میں سے بھی اور جو اس کے علاوہ میری آمد ہو یا جائداد پیدا ہو - ان تمام میں سے دسویں حصہ کے متعلق وصیت کرتی ہوں المرقوم ۱۴ر دسمبر ۱۹۳۳ء

العبد موندان بی بی ساکن دوالمیال ضلع جہلم -

گواہ شد سردار محمد اللہ دتہ چک ۱۶۸ ریاست بہاولپور ضلع بہاول نگر -

گواہ شد ملک علی حیدر ولد ملک فضل بقلم خود -

۱۲۱۷ - منکہ عائشہ بی بی زوجہ قاضی بشیر احمد صاحب قوم رہان راجپوت تاریخ بیعت پیدائشی احمدی قادیان دار الامان ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۵ر ۳۴ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں - میرے مرنے کے بعد جو میری جائداد ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی - اگر میں اپنی رقم یا کوئی جائداد داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کر کے رسید حاصل کر لوں

تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے زیور قیمتی ۸۰ روپے - مہر ۵۰۰ روپیہ بذمہ شوہر

العبد :- عائشہ بی بی بقلم خود

گواہ شد :- بشیر احمد بھٹی احمدی خوشنویس خاوند موصیہ بقلم خود ۵ر ۳۴ء

۱۲۱۶ - منکہ کریم بی بی زوجہ علم دین قوم لاول عمر تقریباً پچاس سال تاریخ بیعت دسمبر ۱۹۱۹ء ساکن روڑ ضلع جالندھر بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۱۱ر ۳۴ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں - میری جائداد غیر منقولہ مالیتی ۲ ہزار جس میں ایک مکان پختہ رہن گرفتہ دو منزلہ ہے جس کا حدود اربعہ شمال مکان عبد العزیز - مشرق گلی بند - جنوب گلی شارع عام - غرب مکان اروڑا وغیرہ　　اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں اگر رہن گرفتہ مکان فک الرہن میری زندگی میں ہو جاوے - تو اس کے ۱/۱۰ حصہ کے ادا کرنے کا اقرار کرتی ہوں - اگر میری وفات کے بعد مذکورہ بالا جائداد کے علاوہ کوئی اور جائداد منقولہ پائی جائے تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی - اگر میں اپنی جائداد مذکورہ کے حصہ کے متعلق کوئی جزو یا کل ادا کر دوں تو اصل حصہ وصیت سے منہا کر دیا جائیگا -

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مکان مذکور بعوض مہر و دیگر زیورات فروخت کردہ وغیرہ سے حاصل کیا گیا ہے۔

العبد سماۃ کریم بی بی نشان انگوٹھا۔
گواہ شد:۔ حکیم حشمت علی سکریٹری انجمن احمدیہ ساکن موڑ
گواہ شد:۔ حکیم محمد بخش احمدی ساکن موڑ
گواہ شد:۔ علم الدین خاوند کریم بی بی موصیہ مذکورہ۔

۴۱۵۹ ۔ منکہ عائشہ سراجی زوجہ غازی نذیر احمد برق مہاجر قوم جٹ سگھے پیشہ خانہ داری عمر ۱۷ سال۔ تاریخ بیعت جلسہ سالانہ ۱۹۳۲ء بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج ۴/۵/۳۴ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میرے مرنے کے وقت جس قدر جائداد ثابت ہو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن قادیان ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جائے گی۔ میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے اول حق مہر مبلغ یکصد روپیہ۔ دوم قیمت زیور دو صد روپیہ۔ یہ دونوں رقمیں میرے خاوند کے ذمہ واجب الادا ہیں فقط المرقوم ۴ / مئی ۱۹۳۴ء

العبد:۔ عائشہ سراجی زوجہ غازی نذیر احمد برق مذکور نشان انگوٹھا۔ ۴/۵/۳۴
گواہ شد:۔ بقلم خود غازی نذیر احمد برق جالندھری مہاجر ناظم احمدیہ جدید سکول قادیان ۴/۵/۳۴
گواہ شد:۔ ماموں خان احمدی مہاجر قادیان مدرس جدید سکول قادیان ۴/۵/۳۴

۴۱۷۱ ۔ منکہ عائشہ بیگم زوجہ حشمت علی قوم ارائیں عمر ۲۹ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی۔ ساکن پر چیاں خورد ڈاکخانہ پر چیاں کلاں تحصیل نکودر ضلع جالندھر بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۱۸/۵/۳۴ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ہو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں۔ تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جائیگی میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے بالیاں طلائی آٹھ عدد اور ایک کنٹھہ طلائی۔ بالیاں اور کنٹھہ کا وزن قریباً پانچ تولہ ہے۔ اس کے علاوہ میرا حق مہر مبلغ چار صد روپیہ جو کہ ابھی بذمہ خاوند ہے

العبد عائشہ بیگم بقلم خود
گواہ شد:۔ حشمت علی پٹواری نہر ساکن ٹھٹھہ کھرلاں ڈاکخانہ خاص تحصیل حافظ آباد ضلع گوجرانوالہ خاوند موصیہ ۱۸/۵/۳۴
گواہ شد:۔ حکیم محمد اسمعیل انسپکٹر تبلیغ تحصیل حافظ آباد

۴۲۲۸ منکہ امام بی بی بیوہ اللہ دتہ صاحب قوم شیخ عمر ۷۰ سال تاریخ بیعت قریباً چار سال ساکن بابا بکالہ ڈاکخانہ سٹھیالہ تحصیل و ضلع امرتسر بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۴/۱۰/۳۴ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ اس وقت میری جائداد صرف ایک سو روپیہ نقدی ہے۔ جس کے دسویں حصہ کی وصیت کرتی ہوں۔ میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ہو اس کے دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جائے گی۔ فقط

العبد امام بی بی موصیہ نشان انگوٹھا
گواہ شد:۔ خیر الدین محلہ دار الضعفا بقلم خود۔
گواہ شد:۔ عطاء الدین کلرک نظارت تعلیم و تربیت قادیان ۴/۱۰/۳۴

۴۲۳۰ ۔ منکہ عزیزہ بیگم زوجہ منشی محمد حسین خان قوم ککے زئی افغان عمر ۵۰ سال تاریخ بیعت اکتوبر ۱۹۲۷ء ساکن کلاں نور ڈاکخانہ خاص تحصیل و ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۲۱/۸/۳۴ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں میری جائداد اسوقت نقد مبلغ ۲۰۰/- روپیہ ہے جس کا میں ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کردوں گی اگر میرے مرنے کے بعد بھی کوئی جائداد ثابت ہو تو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

العبد عزیزہ بیگم بقلم خود
گواہ شد:۔ نصیر احمد بقلم خود پسر محمد حسین خان ۲۱/۸/۳۴
گواہ شد:۔ گلاب دین احمدی ساکن کلانور بقلم خود

۴۲۲۴ ۔ منکہ جیواں بی بی زوجہ چوہدری سلطان بخش صاحب قوم جٹ عمر ۵۰ سال تاریخ بیعت دسمبر ۱۹۲۰ء ساکن گنج ڈاکخانہ بڈھا گورایہ تحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۱/۱۰/۳۴ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں:۔ میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں داخل کرکے رسید حاصل کرلوں تو ایسی رقم یا جائداد حصہ وصیت کردہ سے منہا کردیجائیگی۔ میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے حق مہر جو میرے پاس موجود ہے مبلغ دو صد روپیہ ۲۰۰/- اس کے علاوہ میری کوئی جائداد نہیں۔ اور اگر ہوگی تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

العبد جیواں بی بی زوجہ چوہدری سلطان بخش صاحب تحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ نشان انگوٹھا۔
گواہ شد:۔ محمد ابراہیم احمدی سکریٹری انجمن احمدیہ عزیز پور ڈگری تحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ
گواہ شد بقلم خود سلطان بخش ز رگنج تحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ

۴۲۲۷ ۔ منکہ فاطمہ زوجہ محمد سعید قوم کھوکھر راجپوت عمر ۳۰ سال تاریخ ۲۱/۱۰/۳۴ ساکن خان والا ڈاکخانہ بھیرہ تحصیل بھلوال ضلع شاہ پور حال وارد قادیان محلہ دار الفضل بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۳/۱۰/۳۴ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں تو ایسی رقم یا جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جائے گی۔ میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔ گلوبند طلائی ۹/ ۱۰/ ۱۷۲ جھمکی طلائی ایک عدد ۳ / ۶ / ۱۰۲ روپیہ کل قیمت ۲۷۵/۱/- روپیہ۔ مہر مبلغ ۵۰۰۔ میں اپنے خاوند سے وصول کرکے خرچ کرچکی ہوں العبد فاطمہ

گواہ شد:۔ ڈاکٹر منظور احمد ولد مولوی نذیر بھیروی حال قادیان ۳/۱۰/۳۴
گواہ شد:۔ محمد سعید احمدی ولد صالح محمد کلرک ڈاکخانہ سرگودہ حال قادیان خاوند موصیہ ۳/۱۰/۳۴

۴۲۲۲ منکہ محمدی بیگم زوجہ مرزا احمد بیگ صاحب قوم مغل عمر قریباً ۴۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۱۷ء ساکن پٹی ڈاکخانہ خاص تحصیل قصور ضلع لاہور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۱۳/۸/۳۴ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائیداد ہو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں۔ تو ایسی جائیداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جائیگی۔ میری موجودہ جائیداد میرا حق مہر ہے جو در اصل صرف ۳۲/- روپیہ حسب رواج عام ہے۔ مگر میرے خسر بزرگوار نے اپنی عنایت سے مبلغ تین صد روپیہ مقرر کردیا ہے۔ جو ابھی ان کے ذمہ ہے۔ اور میں نے وصول نہیں کیا۔ پس اس کے چھٹے حصہ یعنی پچاس روپے کی نسبت بھی وصیت کرتی ہوں۔ میرے پاس جو زیور تھا۔ وہ سارے کا سارا قیمتی تخمیناً چار صد روپیہ میں نے مسجد برلن کی فنڈ میں دے دیا تھا۔ اور اب میرے پاس کوئی زیور نہیں۔ اور نہ کوئی اور چیز از قسم جائیداد ہے البتہ اگر میں [illegible] کوئی اور جائیداد پیدا کروں گی تو اس کے بھی چھٹے حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ فقط

العبد:۔ محمدی بیگم نشان انگوٹھا
گواہ شد:۔ فضل احمد اے۔ ڈی۔ آئی گجرات
گواہ شد:۔ مرزا احمد بیگ انکم ٹیکس انسپکٹر گجرات

۴۲۲۳ ۔ منکہ رسول بیگم زوجہ محمد ابراہیم قوم جٹ عمر ۲۷ سال پیدائشی احمدی ساکن عزیز پور ڈگری ڈاکخانہ بڈھا گورایہ تحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۱/۱۰/۳۴ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں کہ میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائیداد ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ میری حسب ذیل جائیداد ہے۔ زیور قیمتی ۱۰۰/- ایک حصہ موزری ورکس کمپنی ۱۰/- روپیہ حق مہر بذمہ شوہر قیمتی ۲۰۰/- روپیہ میزان کل ۳۱۰/- روپیہ اس کے علاوہ میری کوئی جائداد اور نہ کوئی آمدنی ماہوار یا سالانہ ہے۔ اگر کوئی ہوگی تو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور اگر میں کوئی جائداد یا رقم خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان بمد وصیت داخل کرکے رسید حاصل کرلوں تو ایسی رقم یا جائیداد حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جائیگی۔

العبد رسول بیگم زوجہ محمد ابراہیم سکریٹری انجمن احمدیہ عزیز پور ڈگری ڈسکہ ضلع سیالکوٹ
گواہ شد:۔ محمد ابراہیم احمدی سکریٹری انجمن احمدیہ عزیز پور ڈگری بقلم خود ۱/۱۰/۳۴